

اجازت از بس روشن

ز گوشت دلیل حق بر من برین

اجازت از بس روشن سال جدید

منشور محمدی است با و حسن



منشور سولان ہندوستان

با خاتم دہر آمدہ منشور محمد

تو بہ بتاؤ یہ انجیل تجبیل

گو بان صفت و سیرت بر محمد

منبر ۲۶

مطبوعہ ۵ اوین رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۱ ہجری

اشتیہار یہ ہجرات عشرہ وار مضامین تردید مذہب عیسوی چھپائی سالانہ قیمت معصوٰۃ الیٰک بحثا ہر پڑو بدیونی آذر متہم کہ نامنی چاہئے

## منشور عیش

مستوجب حمد وہ خدا ہے  
عالم ہے قدیر ہے احد ہے  
مالک رازق کریم خالق  
خلاق زمین و آسمان ہے  
پیدا ہوئے ایک لفظ کن سے  
تذیل فلک بوجہ حسن  
شاہنشاہ ملک بے مثالی  
دیہیم جلال فرق پر ہے  
خالق ہر چیز کا وہی ہے  
۱۰۰ سال حکیم لایزال  
کیا کہوں ثنائی ایزد پاک  
جب لغت بنی کا وقت آیا  
لو لک لک طغقت الافلاک

جو نہ و کشور بقا ہے  
سلطان قلم و ابد ہے  
عادل سامع مرید صادق  
وہ غاریں باغ کن ٹکان ہے  
اشعار ہزار عالم اوس کے  
شمع مدہر سے ہی روشن  
محبوب حرم لایزال  
اورنگ قدم پہ جلوہ گری  
صفت ہر چیز میں رکھی ہے  
ہوتی بغیر مصلحت سے خالی  
ارشاد نبی ہی ماعرفانک  
خامہ نے ادب سے سر جکایا  
آیا ہے نشان شاہ لولاک  
اس نظم کو کر چاہ جب ارتقام

اے صل علیٰ رسول امجد  
جو اسکی ثنا لکھو وہ کم ہے  
وہ انفرق امتیا ہے  
شاہنشاہ کشور نبوت  
سب پر شہر بنی عیان ہے  
ای خاتم عیش لکھ بانصاف  
جب سے نکلا یہ رشک گلزار  
جو فضل و شرف اُسے سچا ہے  
نور رخ دلپذیر اسلام  
شمس الاخبار آسمان پر  
کرتا ہے بقلب دنا شاد  
چھتے ہیں صحیح کو ایف  
عدہ خبریں نفیس مضمون  
سال دومہ روز و شب الہی  
تو قیام محمدی رکھ نام

سردار پیران محمد  
خورشید عرب و عجم ہے  
محبوب جناب کبریا ہے  
آرایش منہ شریعت  
وہ علت غائی جہان ہے  
منشور محمدی کے اوصاف  
نظروں کے گرے جہان کے خا  
ہمنام جناب مصطفیٰ ہے  
ما حی مل ظہیر اسلام  
ہے پیش سیج نیک اختر  
منشور محمدی کی فریاد  
بے شبہ ہے افسر صحیف  
ہر لفظ ہی رشک در کنون  
ہوا سکو بہت بری ترقی

## اعلان

اجازت فرمادی کہ اگر ہر جلد دن کے متفرق پرچے مطبع  
بحر الاسلام میں موجود ہیں لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ  
جن صاحبوں کو ان متفرق پرچوں کی ضرورت ہو تو بار سال  
قیمت یعنی فی پرچہ ۱۰ روپے کے حساب سے جتنے پرچے ضرور  
ہوں انکو الین محصول ڈاک پرچوں کو ۱۰ روپے۔  
غریب مسلمانوں اور شاہین اسکول کے مسلمان طالب علموں  
سختی کی درخواست نہیں فقط محصول ڈاک بھجودینے  
سے ۱۰ روپے پرچے انکے نام پر روانہ کئے جائینگے +

## رئیس دہ

ہتم مشکوٰۃ ربی ان عنایت فرماؤں کا جنہوں نے ازراۃ  
حمیت اسلام زر نقد سے مطبع کی امداد فرمائی اور ان  
نظمی درج ذیل ہوتے ہیں۔

جناب حاجی عبداللہ خان صاحب اعظم دینچریہ - ص  
جناب مرزا احمد صاحب مورس - - - - - ص  
جناب محبوب سیح صاحب - - - - - ص  
جناب سید محمد ابراہیم صاحب سکرتری کتب خانہ اسلام عصار  
جناب فاطمہ عطاء محمد صاحب عجیب - - - - - عصار  
جناب مولوی غلام جبار صاحب فاضل - - - - - عصار  
جناب شیخ محمد الدین صاحب ہدیکشتل - - - - - عصار  
جناب مولوی میر حیدر علی صاحب - - - - - عصار  
جناب سید محمد جمال الدین صاحب حسینی - - - - - ص

## واللہ متعم نورہ ولو کرہ الکافرون

یہ عجیب عبرت کا زمانہ ہے اور جیسے ہم اہل اسلام کے  
واسطے اس زمانہ میں نگی ہے اظہر من الشمس دابین

من الامس ہے آپ دیکھیں کہ ہم اور ہمیں سلف کے خلاف میں جنگ  
نام سے تمام علم کے بادشاہ۔ تمام دنیا کی قومیں کا نیتی تھیں  
کبھی ہمارا نیر اقبال اوج پر تھا۔ شمع شہر اقیام باقیم ہمارے نام  
کا دنگا بجتا تھا۔ ہم دہی میں جنگے نسبت آجنگ اکثر مصنف  
مزاج اہل یورپ چنانچہ جان دیون پورٹ صاحب درلینڈ  
صاحب بکمال اصناف لکھتی ہیں کہ جس زمانے میں اہل یورپ  
درطہ جہالت میں پڑے تھے تب اہل عرب نے علم و حکمت کا  
بیج بویا تھا اور درجہ اعلیٰ حاصل کیا تھا۔ دہی اب ہم ہیں اور  
جو ہماری حالت ہے ظاہر ہے ہمیں مغلس بے سر و سامان  
کوئی قوم نہیں ہے۔ من جلد دیگر خرابیوں اور وجوہات ہمارے زوال  
کے ایک ہمارا باہمی اتفاق ہے۔ خیال کیجئے کہ جس قوم کی پاس  
دولت و سامان اور سب طرح کا اتفاق کلی و جزئی موجود ہو وہ  
اگر نہ ترقی کر لگی تو کیا یہ بے سر و سامان مغلس ایسی میں  
نفاق رکھنے والی کر لگی۔ نہیں ہرگز نہیں مقتضای ظاہری  
تو یہ ہی ہے کہ ہمیشہ رد و بزدال رہی اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ  
اسکے خلاف وقوع میں آوے تو اس کے سوا کیا کہا جاوے  
کہ یہ مذہب اسلام نوید من اللہ ہے۔ اب اگر میں اپنے اس  
مضمون میں کل اسکے فروعات پر بحث کروں گا تو ایک طول  
عظیم ہو جائیگا پس سب کو چھوڑ کے آجنگہ میں صرف ترقی مذہبی  
پر غور کروں گا اور اس پر لحاظ کروں گا کہ عیسائیوں کے پاس کیسے  
کیسے اسباب ترقی مذہبی موجود ہیں اور انکی کیسی ترقی ہے اور  
ہمارا اس بے سر و سامانی پر کیا حال ہے۔ اس زمانے میں  
ہمارے مقابلہ میں عیسائی قوم بہت جوش و خروش سے کام  
کر رہی ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ ترقی مذہبی کے واسطے کون  
ترے برامروں کی ضرورت ہے اور انکی نسبت ہمارا اور

عیسائیوں کا کیا عمل درآمد ہے -

**اول** ترقی مذہب کے واسطے بڑی ضرورت دولت و سلطنت

کی ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ عوام جس حالت میں اہل ثروت

کو دیکھتے ہیں عام اس سے کہ وہ بری ہو یا بھلی اس کے طرف

میلان طبعی ہوتا ہے **۱** ہر عیب سلطان پسند و ہنر

چنانچہ ایک نظر اسکی یہ ہے کہ اکثر اہل ہند نے محض حکام

و غیرہ کو دیکھ کر انگریزی لباس اختیار کر لیا ہے اگر اوں

کوئی یہ پوچھے کہ تم نے اس میں کیا نفع دیکھا اور اپنے

آبائی و قدیم لباس میں ہمارے واسطے کیا ضرورت تھا جو تم نے

اسکو ترجیح دی تو وہ اسکی کوئی وجہ نہیں بتا سکتی -

میرا مطلب یہ نہیں کہ پوشاک کو مذہب سے تعلق ہی نہیں

ہرگز نہیں جو ایسا خیال کرتا ہے محض غلطی میں ہے -

مذہب دل سے تعلق رکھتا ہے اگر ہم عیسائی یا یہودی

وضع کو اختیار کر لیں اور دل سے ہم کو اقرار اپنی عقاید

اسلامیہ کا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں - مگر منشاء اس جگہ

اس سے یہاں یہ تھا کہ عقل سے کام لیتا چاہئے کہ اگر

اوس میں کچھ منفعت اور اس میں کچھ مضرت دیکھو تو بسم اللہ

ترک کرو ورنہ محض ازراہ تتبع بلا لحاظ منفعت و مضرت

عقلی و نقلی ترجیح بلا مرجح سے کیا فائدہ ضرر یہ تو ایک

جملہ معترضہ تھا اور اسکی مثال تھی کہ عوام کو اہل ثروت کے

افعال کے جانب ضرور ایک میلان طبعی ہوتا ہے -

پس جیسا اہل ہند کو اہل یورپ کے پوشاک کے جانب میلان

ہو اسی طرح ضرور انکی کل امورات کے جانب میلان ہے

اور من جملہ اوں کے ایک مذہب ہی ہے ہر شخص صاحب بہادر

بننے کی خواہش رکھتا ہے - پس اب یہ کہ ہم میں سلطنت

کا تو یہاں نام بھی نہیں رہا - برسی دولت و ثروت اوسکا

ظاہر ہے پس یہ بھی ایک معین و موید عیسائیوں کے ترقی کا

دوم مصارف جو آگے بیان ہوں اوں کے واسطے روپیہ کا ہونا

یہ ظاہر ہے کہ جیسے مصارف کثیرہ عیسائی مذہب کے ترقی کے

واسطے ہوتے ہیں - آپ ذرا مشن لکھو کہ ہاروپر کے

مصارف پر لحاظ کیجئے - یورپ امریکہ اور افریقہ وغیرہ کو

بالا سے طاق رکھنے صرف اس ایک ملک ہندوستان ہی

کو خیال کیجئے کون ایسا شمر ہے کہ جہاں عیسائی مشن نہیں

بھر کچہ ایک ہی مشن نہیں ہے - چرچ مشن الگ امریکن مشن

جدا اور اسی طرح سے اورشن ہیں - فہرست ان سب کی

لکھنا بیکار ہے - ان میں سے ہر ایک کے متعلق زمانہ مشن جدا

مردانہ الگ اور ہر ایک مقام پر ہر مشن میں متحدہ پادری

مقرر ہیں جنکی یہ ہی خدمت ہے کہ ہمیشہ ترقی مذہبی کی

فکر کریں +

سیلوہم واعظون کا ہونا - جب کسی پر اپنے مذہب کی

خوبی و حقیقت اور غیر مذہب کی عدم اصلیت ثابت اور یہاں

نکی جاوگی تب تک کیونکر کوئی ایمان لادے گا پس عیسائی

واعظون کو دیکھئے کہ صد ہا ہیں کہ ستر کون پر کمرے (چاہے)

انکو آلف کے نام سے بھی نہ آتی ہو) حق نمکشن کا ادا کرتی

ہیں اپنے لالچ میں پڑ کے عیسائی ہو جانے کی خفت مثالتے

ہیں جاہلون کے ساہنے معلم الملکوتی گہارتے ہیں مگر جب کسی

مخوڑے پر ہے لکھے ہو مسلمان سے بھی مقابلہ پر جاتا ہے چنگو

چھوت جاتے ہیں بظہر بلا تے ہیں نظر اسکی منشور محمدی

مورخہ ۵ - رجب سنہ ۱۳۲۶ میں ملاحظہ ہو - اور یہاں ہم

مسلمانوں کا یہ حال ہے اول تو داعطیہ چادے کہان سے

آدین دمان تو مشن سے تخواہ ملتی ہے بیان کیا ملتا ہے۔  
 بیچارہ مسلمان خود پریشان ہیں اونکو روزمرہ کے تفکرات  
 سے کب نجات ہی اگر کسی بیچارے کے جبر کے قصد کیا سا  
 چھ مہینہ جطرح ممکن ہوتا ہے بیچارے کہتے ہیں پھر جب  
 نوبت بغاوت پہنچتی ہے مجبور ہو کے ترک کر دیتے ہیں۔  
 حصار ہم مدارس کا ہونا یہ بھی ایک مضروری ہے تعلیم کا  
 اثر دل پر خصوصاً کم سنی من بہت ہوتا ہے ہر شہر میں  
 متعدد ہر مہرشی کے مدرسے ہیں لہذا کیوں کے واسطے علیحدہ مادہ  
 لڑکوں کے واسطے الگ۔ ان کے علاوہ اکثر میں مقرر ہیں کہ جو  
 گھروں گھروں جا کے پڑھاتی پڑھتی ہیں۔ ان مدرسوں میں  
 ہر مذہب اور ملت کے بچے پڑھتے ہیں ایک تو بچے اور  
 اونکو ہر وقت عیسائیوں کی صحبت۔ جب سنتے ہیں یہی  
 سنتے ہیں کہ نجات اور حیات ابدی عیسائی ہی مذہب  
 میں ہے۔ ہر روز میل کا درس۔ ہر طرح کی پادری صاحب  
 اونکو لالچ دیا کرتے ہیں۔ کیا اسکا اثر کم ہوتا ہے؟  
 بچے میں چونکہ ابتدا ہوتی ہے مزاج مستقل قرار نہیں پاتا  
 جس طرف وہ راہ لگائی جاتی ہیں بائیں اوسیں لگ جاتی  
 ہیں پس اسیوجہ اکثر طلباء مشن عیسائی ہو جاتے ہیں میں  
 ان طلباء کے بزرگوں کے درمینی سے کمال معید تصور کرتا ہوں  
 کہ جو یہ حال دیکھتے ہیں اور پھر اپنے بچوں کو مشن کے مدرسوں  
 میں پڑھاتی ہیں ایک دوست جب نے یہ بیان کیا تو انھوں  
 نے فرمایا کہ ہمارا مذہب اس قدر پختہ اور حق ہے کہ اونکی تعلیم اور  
 اطلاع کا ہمارے بچوں پر اثر ٹھن ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ  
 یہ سچ ہے مگر وجوہ بالآخر لحاظ فرما کے غور کیجئے تو یہ امر پختہ  
 کاروں کے واسطے ہے جسکو تیز نیاں بد کی ہے اور بچوں کی

تیز کبھی اس قابل نہیں ہوتی کہ حق اور غیر حق میں تیز کر سکے  
 پیچھے کتب کا شیوع ہونا یہ نہ ہے ایک امر عظیم ہے عیسائیوں  
 کے اسی نظر سے ہر شہر میں مشن کے مطبع ہیں کہ جب کوئی عیسائی  
 کوئی کتاب تصنیف کرتا ہے وہ فوراً مفت میں چھپ جاتی ہے  
 اور یہاں اول تو افلاس صاحب بی بی فکر سے چھپا نہیں جاتا  
 کیا خاک کوئی تصنیف کرے  پراگندہ روزی پراگندہ  
 مگر بائیں ہمہ اگر کسی نے جہاد نفسی کر کے کوئی کتاب تصنیف بھی  
 کی تو اگر اوسے کو کچھ میسر ہو تو وہ چھپو ورنہ کوئی ایسا وسیلہ  
 نہیں کہ مفت میں چھپ جائے۔

**ششم** علی ہذا التیاس اور بہت سے اسباب ہیں کہ  
 جو عیسائیوں کے پاس موجود اور ہمارے پاس مفقود ہیں مگر سب سے  
 بڑی اور وجہ وجہ حقیقت ہے کہ جو عیسائی مذہب ہیں نام کو بھی  
 نہیں پائی جاتی اور مذہب اسلام ہی میں پائی جاتی ہے  
 اور اسیوجہ ہماری ترقی کی طرح ادن سے کم نہیں بلکہ زیادہ  
 ہے۔ غور سے جو دیکھتے ہیں توجہ نمبری ۱-۲-۳-۴-۵-  
 ۵ ہی سے عیسائیوں کو کامیابی ہے ورنہ ہم نے تو آج تک  
 کسی کو نہ دیکھا کہ جو تحقیق کر کے عیسائی ہو گیا ہو سب لالچ ہی  
 میں ہو جاتے ہیں جنکے گھر نہیں اونکو گھر کی جنگی جو وہ نہیں انکو  
 شادی کر دینے کا جو نام شینہ کو محتاج ہیں اونکو مشاہرہ  
 معقولی مقرر کر دینے کی طمع دیتے ہیں۔ پس اسی لالچ میں  
 لوگ عیسائی ہو جاتے ہیں چنانچہ بالفعل ایک ہندو مشرب ایک  
 مشن کے مدرسے میں مدرس دویم تھے پچاس روپیہ ماہوار  
 تخواہ تھے اور مدرس اول کی ایک سو پچاس روپیہ۔ پادری صاحب  
 نے اسے کہا کہ اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو ہم تمکو مدرس اول  
 مقرر کر دیں۔ یہاں تک کہ ان کے فوراً مایہ ایمان کہو بیٹھے

گھر پوری صاحب بھی ایسے صادق الودہ تھے کہ انہوں نے ایک ماہ کیواسلے ادنا و قایم مقام مدرس اول کر دیا مگر تنخواہ بھی پوری مذی عرف پچاس کے ساتھ کرنے جب انہوں نے شور و غل مچایا کہ پادری صاحب اپنے خلاف وعدہ کیا کہ کام فرمایا تو پادری صاحب نے کیا معقول جواب دیا کہ ہمارے وعدے میں کچھ یقین تنخواہ یا دوام تقرری کے شرط : تعویض یہ شرط تھی کہ ہم تھو مدرس اول مقرر کر دیں گے ورنہ پوری کی - یہاں اس سے میرا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ ثابت کر دوں کہ اکثر محض لالچ ہی میں پر کے عیسائی ہو جاتے ہیں و الا ہندو اور یہودیوں کی مذہب و ادو نون میرے نزدیک ایک ہی رتبہ کے آدمی ہیں - مشرک دونوں ہیں - پس جا غور و لحاظ ہے کہ ادھر تو یہ حال ہے اور ادھر اسلامی کیفیت یہ ہے کہ مدرسوں وغیرہ کا ذکر ہی کیجئے اگر بعض شہروں میں نام چار ہیں بھی تو وہ اہل اسلام ہی کے اطفال کی تعلیم کے واسطے ہیں مثلاً یہاں لکھنؤ میں اہل سنن کا رفاہ المسلمین اور اہل تشیع کا مدرسہ ایمانہ مجمع الصالح - میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایسے مدرسے کہ جو اہل اسلام ہی کے بچوں کی تعلیم واسطے ہوں بیکار ہیں - نہیں ضرور ایسے مدرسوں کی شد ضرورت ہے پہلے کوئی اپنے گھر میں چراغ جلاتا ہے پھر مسجد میں - مگر ساقی اسکے ان مدرسوں سے وہ اثر تو مرتب نہیں ہوتا جو مشن کے مدارس سے ہوتا ہے کہ غیر مذاہب کے بچوں کو عیسائی مذہب کی تعلیم دیکھتی ہے جس سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے ظاہر ہے -

وہ زمانہ جسکی کہ خبر دی گئی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آیا تو اسے کہ ادو سین جو شخص سچے ایمان یعنی اسلام پر قائم رہے گا

وہ مثل اس کے ہوگا کہ ہشی میں چٹاریان پکڑے ہوئے ہوئے یعنی جس طرح کہ ماتو میں چٹاریان پکڑے گا ایک مرد شوار ہے اور بڑے نفس کش اور ضابطہ کا کام ہے اور سیرج مذہبی حق پر رہنا بھی کمال دشوار ہوگا - پس وہ یہی زمانہ امتحان ہے کہ ایمان پر قائم رہنا اس زمانے میں کس قدر سخت و دشوار ہے - اور اس زمانے میں صد اہل اسلام کیسے کیسے مصائب میں مبتلا ہیں - کیسے کیسے لام اور تکالیف کی برداشت کرتے ہیں - اور ادھر سامنے مخالف کھڑا ہوا ہمارا ہے کہ ادھر آؤ کیون تکلیف ادا کرتے ہو یہاں آؤ سب طرح کی راحت موجود ہے - دیکھو کیون قادر پر قادر کرتے ہو یہاں آؤ اغذیہ لطیفہ سے سیراب ہو یہاں کان لوت یہہ تنخواہ لو - مگر وہ کبھی اس کے جانب رخ بھی نہیں کرتے ایسے نور اسلامی سے منور ہیں - ایسے چشمہ حق سے سیراب ایسے اسلامی عقاید سے مطمئن القلب ہیں کہ اس ظاہری راحت اور ان انو عارضی کے غیر استغالی ادنیٰ انکھوت میں پھر رہی ہے کہ مطلق انکو پرواہی نہیں - اس جگہ میں ایک حال کی نقل بیان کرتا ہوں -

میرے ایک صلیق بالتقدیق و رفیق باتوفیق مولوی محمدی حسن صاحب مجھ سے ناقل میں دیکھتے ایک شخص سے ملے ہوئے کہ جسکا نام محمد علی ہے یہ شخص تو مسلم ہے وطن اسکا کشمیر ہے - اسکو علم سنسکرت میں ید طولی حاصل ہے - وہ پورا ان وغیرہ اسکو کو یا اذہر ہیں اور مدت تک مدرسہ میں اپنے مذہب سابق کے تعلیم دیا گیا ہے مگر چون کہ انجام بخیر ہونے والا تھا اگرچہ یہ رسومات مغربی بجالاتا تھا مگر دل کو اسکی سیرج تسکین نہیں ہوتی تھی - ایک کائنات سادل میں

عیسویت میں تونجات مفقود ہے۔

پس جب ہم نظراتحاکم دیکھتے ہیں تو ہم اپنی ترقی کی طرح  
اون کے کہیں زیادہ باقی ہیں۔ اگر میں ہرست اون عیسائیوں  
کی جو بکوشش شدید محض لالچ میں آکر کے عیسائی ہو گئی  
ہیں اور اون مسلمانوں کے نام جو کمال تحقیق مفت بہلام  
ہوئے ہیں اپنے علم کے موافق لکھوں تو ایک طویل ہوگا  
اور ضرور مسلمان دو گنا سے بھی زیادہ نکلیں گے۔ اب اس  
خیال سے کہ کوئی صاحب اسکو میرا محض عندیہ نہ تصور فرمائیے  
چند مثالیں نقل کئے دیتا ہوں۔

سنہ ۱۶۱۶ء میں ۶۹ ویسے اقوام مختلف کے عیسائی ہو گئے  
تھے اور اسی سلاطین ۷۵ء صرف عیسائی مسلمان ہوئے  
جن میں ایک قدیم عیسائی واعظ بھی تھا (اندر خواہ ہند  
مرزا پورہ) مشرعلول صاحب دہلی کشن اور مولو سراج الدین  
والد ماجد پادری عماد الدین اور مولوی خیر الدین برادر کلا  
پادری صاحب موعوف کے مسلمان ہوئے تو ایک عالم  
آگاہ ہے +

لندن کے ایک اخبار پال مال گزت میں بابت دین اسلام  
کے لکھا ہے کہ ہر گاہ دین محمدی اور عیسائی میں مقابلہ  
ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے مذہب کی  
ترقی زیادہ کی کہ بت پرستوں کو بت پرستی چھڑا کر اونکو  
مشرف بہ اسلام کیا حالانکہ عیسوی مذہب میں ایسی ترقی  
نہیں پائی جاتی (ازاودہ اخبار نول کشور) "اسی طرح  
سے میں نے ایک اور اخبار میں دیکھا تھا جس میں لکھا تھا کہ  
کمال تعجب ہے کہ باوجود دشمن میں ترقی مذہبی کے واسطے لکھوں  
روپیہ خرچ ہوتا ہے اور اسلام کی ترقی (جس کے واسطے

کوئی ترقی نہ تھا۔ از بسکہ آدمی صاحب علم و فہم تھا برسوں ہر مذہب  
کی جانچ کیا کیا مگر حیات ابدی کا سوائی اسلام کے کسی  
پتہ نہ پایا پس بعد تحقیق بسیار و تفتیش ہزاروں ہزار مشرف  
بہ اسلام ہوا۔ مگر جب اپنی سلامیت کا اعلان کیا وہاں  
کا راجہ بلاکر کے مانع ہوا کہ اس میں ہماری بڑی ہتک ہے کہ  
ایک اتنا بڑا لائق فائق آدمی مسلمان ہو جاوے مگر اٹھنے  
بالکل اعتنائی بلکہ جواب دیا کہ میں نجات کو دیکھوں کہ  
آپ کے مذہب کے ہتک کو خیال کروں بہتر ہے کہ آپ بھی  
ایسی نعمت عظمیٰ سے موہ نہ موڑے سعادت دارین حاصل  
فرمائے الحق مڑی سچی بات عموماً بڑی معلوم ہوتی ہے پس  
راجہ نے برہم ہو کے دو برس کا مل قید شدید میں عذاب سخت  
میں مبتلا کر دیا۔ مگر جب دیکھا کہ یہ کی طرح باز نہیں آتا  
ان سب مصیبتوں کو سہتا ہے مگر اسلام سے رخ نہیں  
پھیرتا منفعیل ہو کے بحجوری رہ گیا ماما پس یہ وجہ ظاہر  
اور دلیل باہر خوبی اسلام کی ہے دیکھئے یہاں دنیاوی  
ادس کو کیا نفع ملا۔ کچھ ایچ اسلام نے ادس کی تنخواہ مقرر کر دی  
نہ کسی نے نوکر رکھ لیا بلکہ ظاہری ہر طرح کے مصائب اٹھانا  
پڑا پس کیوں نہ عیسائی ہو گیا کہ ادس کو دنیا کے نعمتیں مہیا  
ہو جائیں۔ ادنیٰ ادنیٰ جاہلی جو کوئی عیسائی ہو جاتا ہے اسکو  
جددہ و احکامی ملنے سے ملتا ہے یہ اتنا بڑا لائق اور محقق  
آدمی ہے کہ میرے نظروں میں تو کوئی اتنا بڑا لائق و لائق  
پادری بھی نظر نہیں آتا پس یہ درجہ اول کا پادری مقرر  
ہوتا۔ مگر وہ کیوں عیسائی ہوتا وہ کچھ دنیاوی نعمتوں کا بھوکا  
تھوڑا تنخواہ تو انکا وجود ملے بود سچتا ہے۔ وہ تو حیات ابدی  
کا متلاشی اور طالب تنخواہ اسکو سوا اسلام کے کہاں ملتی۔

ایک یہ بھی خرچ نہیں ہوتا) اس سے کہیں زیادہ ہے۔  
کلمتہ کے ایک نیشنل سپرین لکھا ہے وہ خواہ پادری  
اعلیٰ حکام کی مدد سے کچھ ہی کریں دین عیسوی کا تنزل  
ہو رہے تو عیسائیوں کا شمار ابس کم ہوتا جا رہا ہے اور  
سچ تو یہ ہے کہ کبھی کبھی رذیل خاندان کی کوئی بیوہ اس گروہ  
میں شامل ہو جاتی ہے ان باتوں سے صاف آشکار ہے کہ  
دین عیسوی میں ضعف آتا ہے۔

صاحب اخبار و شمس فرماتے ہیں کہ ہم یہ خرابی ہندوستانی  
دوستوں کو سناتے ہیں کہ لب اولیٰ دین عیسوی کے روکنے  
کے لئے کچھ جدوجہد کی ضرورت نہیں ہے اور انکی کوشش  
بیفائدہ ہوگی دین عیسوی پر تنزل کا فتویٰ ہو گیا خواہ  
پادری صاحبان کچھ کیوں نہ کریں (از نور افشان لودھی)  
پس اس طرح اور صد ناظرین ہیں خیال طوالت مانع  
نقل ہے۔ پس مثل اس کے کتابوں کا یہی حال ہے اگر نہیں  
تو کوئی صاحب نہیں کوئی ایسی کتاب دکھلائیں کہ جسکا  
رد ہمارے جانب سے نہوا ہو۔ بلکہ باوجودیکہ ہمارے اکثر  
کتب مثل لحن داؤدی۔ استیصال۔ رقیۃ الوداد جیسے رو کے  
واسطے دو دو سو روپیہ اور دولت فاروقی کے رو کے لئے  
دس ہزار انعام اور اس طرح سے بہت سی ہیں کہ جسکی رد  
لئے عیسائیوں کو معقول انعام دینے کا اشتہار دیا ہے  
مگر آجنگ یہاں ولایت تک کے پادری عاجز ہیں کوئی  
جواب نہیں لکھ سکتا۔

لحن داؤدی پادری علاء الدین کی کتاب اور رقیۃ الوداد  
پادری صغیر علی کے کتاب نیاز نامہ کیا رہے اور یہ دونوں  
تا ابد ہم بقیہ حیات ہیں مگر کافروں میں نیل ڈالے بیٹھے ہو

ہیں کہ جو تک نہیں رہتی پہلے تو بڑے دعویٰ کرتے تھے  
کہ ہمارے کتب کے رد لکھنے سے تمام علماء اسلام عاجز ہیں۔  
(معاذ اللہ اتنا بڑا بہتان عظیم) مگر اب رذکی رذ سے رذ  
پوش ہیں۔ استیصال سترام چند کی کتاب سچ  
کا جواب ہے جب یہ لکھا گیا تھا ماستر جی زندہ تھے۔ جب  
مولوی علی احمد صاحب دربار عام میں استیصال دیا  
طالب جواب ہوا اور مکرر محبتوں میں جواب طلب فرما کے  
کمال خفیف کیا۔ مگر تا انکہ راہی ملک عدم ہوئے جواب  
کمیں نہوا۔ یہ داغ سینہ پر لگے۔ اگر مناسبت باطنی رکھتے  
ہوتے فوراً تو بکر کے اسلام سے بہرہ یاب ہوتے۔  
اس نعمت عظمیٰ سے خطا اٹھاتے۔ کلمہ طیبہ پرہ کے موجد  
پس کمال شکر ہے اس ہادی و منعم و موفق حقیقی کا کہ وہ  
اس سچے دین کی تائید فرماتا ہے اور فرمایا گیا۔ کیونکہ الحق  
یعلو ولا یعلیٰ۔ پس اب میں ختم پر اس معنوں کے خدا کی  
درگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ کمال عاجزی و گریز کے دعا  
مانگتا ہے اور امید کرتا ہوں کہ سامعین آمین کہیں گے۔  
ای خدای واحد و لا شریک لکمال مسلمانوں کو اتنی اور توفیق  
عطا کر کہ وہ اپنے ہر شہر میں ایک ایسا چندہ معقول بہم  
پہنچائیں کہ جس سے اپنے شہروں میں چند داعط  
اور ایک مدرسہ کہ جس میں مختلف مذاہب کے (مکے پر مانی  
جاوین مقرر کریں کہ جسکے ذریعے سے وہ اپنے مذہب حق  
کی خوبی بخوبی ہر جگہ و مدہ پر ظاہر کر دیں۔ کہ اتمام حجت ہو جاوے  
اور ای خدا صدقے میں محمد وال محمد کے ہر مسلمان کو دنیا  
با ایمان اوتھا۔ روز قیامت کو ہم سب کلمہ طیبہ پڑھتے  
ہو اور ہمارے سب دلی مرادوں کو بر لا اور دیگر مذاہب با

کے لوگوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اس  
نعت اسلامی میں شریک ہو جاویں۔ اپنی نعتوں کو اب دی  
ہاکی میں نہ ڈالیں۔ اور اس دین اسلام کو وہ ہی مروج  
عطا فرما کہ جو سابق میں تھا جب کہ جناب والد ماجد مولانا  
شمس العلماء مولوی السید محمد علی حسن صاحب مدظلہ فرماتے  
ہیں **۵** بڑا نور اسلام کو یا الہی + بنے بدر پھر یہ  
ہٹال محمد + میرے دلوں روشن کرے یا الہی + دلائی محمد  
و آل محمد + الہی دم واپسین میرے دل میں + تیرا ذکر ہو  
اور خیال محمد + الخ اور ای خدا اہل اسلام میں جو  
آپس میں نفاق ہے خصوصاً اہل تسنن اور اہل تشیع میں جو  
جاہلانہ جھگڑے ہیں انکو دور کر اور جس طرح کہ وہ ایک اصل  
کے فرع ہیں جو کہ متقاضی الفت و محبت ہے مثل شیر و شکر  
ملے جلے رہیں آمین ثم آمین۔

الراحم الامم۔ السید محمد غلام جبار عفر اللہ العفار جرائمہ  
الصغار والکبار ساکن علی پور بہیرہ ضلع پنجور ہوا۔

### مشیر نسوان حصہ دوم

ابھی ایک چھوڑا سا برس گوارا ہی کہ ہم نے کتاب مشیر نسوان  
حصہ اول کا ریویو اپنے اخبار میں شائع کیا تھا۔ اب ہمارے  
دور و اس کتاب کا دوسرا حصہ لکھا ہوا ہے جس کا ریویو  
لکھتے ہو کہ اس کتاب پر نہایت خوشی ہوتی ہے کہ ہمیں درحقیقت  
اپنے قوم کی نہایت کارآمد اور پرورد رسالہ کے خوبیوں  
کو جان کر نیک توقع ملے ہے۔

دنیا میں انسان کو سب سے پیاری چیز اولاد ہے اور جو چیز  
کہ انکی سلاستی کا ذریعہ ہے وہ بالخصوص نہایت عزیز  
ہوتی چاہئے اور والدین کو اسکا بہم پہنچانا لازمی ہمارے

وہ چیز رسالہ مشیر نسوان کے دونوں حصے ہیں۔  
عموماً ہندوستان کے مستورات جاہل ہیں جب انکی بچہ  
ہوتے ہیں تو وہ یہ ہرگز نہیں جانتے ہیں کہ انکی محنت  
کی حفاظت کس طرح سے کی جاوے گی سب سے کہ اکثر ہندوستانی  
عورتیں اپنے نہنے نہنے بچوں کو موت کو داغ اپنے دلوں پر  
دیکھتے ہیں مگر وہ نہیں جانتیں کہ اس نقصان کا سبب کیا  
تھا ہمارے ملک والدین کو ایک ایسی رہبر کی نہایت ضرورت  
ہوتی جس سے وہ اپنے نہنے نہنے بچوں کی متعلق ان تمام  
امورات کو معلوم کر سکیں جسکے سبب انکی حفاظت بخوبی  
کی جاوے اور آئندہ کو وہ قوی و زبردست نوجوان بنیں  
یہی نہیں بلکہ انکی ابتدائی تعلیم و تہذیب و اخلاق بھی اچھی  
ہو وے۔ الحمد للہ کہ وہ رہبر مشیر نسوان کے دونوں  
حصے ہیں۔ جناب حافظ فخر الدین صاحب زبدۃ الحکماء  
کا بڑا احسان ہندوستان پر، جنہوں نے بڑے غور و  
خوض سے اس رسالہ کو تصنیف فرمایا اور پہلے کے دور و رکھا  
اس رسالہ میں آئندہ تعلیم ہیں اور ہر ایک تعلیم کئے ہدایتوں  
پر مشتمل ہے۔ پہلی تعلیم میں بچوں کی تہذیب و اخلاق کا  
بیان ہے۔ اسکے کل مسائل بہت کارآمد ہیں۔ دوسری  
تعلیم میں نیکانہ لگانے کا حال بھی جو سب کا سب والدین کو  
جاننا نہایت مفید ہے۔ پھر غرض کا ذکر اور غسل و لباس  
کا حال۔ ریاضت کے فوائد اور آثار و ظہور امراض اور  
مختلف اشارات اور اخیر میں کثیر الوقوع امراض کے  
علاج مندرج ہیں۔

اس رسالہ کو دیکھنے سے دل یہی کہتا ہے کہ ہندوستان کی  
مستورات کے لئے ایک بڑا گنجہ ماہتہ آیا ہے اور ضرور ہے

مستورات اسکو نہیں اور اسکے برابر عمل کریں۔ یہ کتاب اس لائق کی ہے کہ ہر گھر میں یہ موجود ہو بلکہ بہتر یہ بات ہے کہ مستورات کو زبانی یاد کروادے جائے۔

اس رسالہ کے کاغذ عمدہ خط تو نہایت واضح اور خوش آئند ہے اور قیمت بھی شاید حصار کے طرح فی جلد آٹھ آنے ہوگی مگر اسکا ذکر رسالہ میں نہیں ہے۔

ہماری دلی آرزو ہے کہ جن کے نظردن سے یہ ریویو گزرے ضرور اس رسالہ کے دونوں حصے منگوا کر اپنے پاس رکھنا اور اپنے بچوں کے حفاظت و پرورش و تربیت میں اسکے اصول پر عمل فرماویں۔ مصنف کا پتا اس طور پر ہے۔ جناب حافظ فخر الدین صاحب نوبۃ الحکماء ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

### رسالہ معلم

اس نام کا ایک ماہواری رسالہ اردو زبان میں تین سال حیدر آباد دکن میں چھپتا ہے جس کے دو نمبر ہمارے مطبع میں وصول ہوئے ہیں اس رسالہ کو شروع سے آخر تک دیکھا کل مضامین مفید پائے۔ اس میں علوم و فنون قدیم و جدیدہ یعنی ریاضیات۔ طبیعیات۔ انکیات۔ تجارت۔ اخلاق۔

تاریخ۔ جغرافیہ۔ ادب۔ کیما۔ نباتات و معدنیات وغیرہ یہ عمدہ عمدہ مضامین لکھے جاتے ہیں۔ اور اکثر مضامین انگریزی معتبر و مطول کتب سے ترجمہ ہو کر شائع ہوتے ہیں جنکے ترجمے اور سمجھنے اور یاد رکھنے سے ان اردو خوانوں کو جو انگریزی یا دوسرے زبانوں میں علوم جدیدہ کے اعلیٰ بیانات نہیں پڑے ہیں بڑا فائدہ حاصل ہو دیکھا۔ اور ایسے طبقوں میں جہاں علوم جدیدہ کے باہر موجود ہونے ان سے گفتگو کرنے اور ان کے تعجب کو سمجھنے کی لائق بناتا ہی

اس بات کے دیکھنے سے ہمیں زیادہ تر خوشی ہوتی ہے کہ یہ رسالہ ایک مسلمان ریاست میں جہاں کے اصلی ہندو علوم جدیدہ کے حاصل کرنے سے بالکل غفلت اور بے پروائی کے کاربند ہیں شائع ہو کر لوگوں میں علوم و فنون کے حصول کا نقطہ مذاق ہی نہیں پیدا کرتا ہے بلکہ اس شہر کے علمی بہت کو بھی زیادہ کرتا ہے۔ ہم ایڈیٹر رسالہ معلم کے بدل شکر گزار ہیں اور اپنے ناظرین کو ترغیب دیتے ہیں کہ اسکی خریداری کو اپنے بہبودی کا ذریعہ سمجھ کر اس رسالہ کے مطالعہ سے مستفید ہوویں۔ قیمت اس رسالہ کی سالیانہ پچھلے سال محمول واک ہے۔ درخواست بنام ایڈیٹر رسالہ معلم حیدر آباد دکن بھیجا جائے۔

### وعظ اسلامی

نور افشان جلد ۱۱ نمبر ۲ صفحہ ۷۷ اکالم دوم۔

قولہ اگرچہ سچوں کی طرح اہل اسلام میں قدیم سے رواج نہیں کہ بازاروں میں قرآن شریف کی منادی کریں۔

اقول یہ امر شریعت اسلامی میں مشروع ہے اور جتنے پیغمبر گذرے ہیں انکا فعل جاری رہے واسطے سند کامل ہے۔

جبکہ ہماری شریعت میں اس عمل کو منسوخ نہ کیا ہو حضرت نوح علیہ السلام ایک عرصہ دراز تک یہی وعظ کرتے رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی وعظ جو متے کے شروع میں ہے تمام عیسائی جانتے ہیں وہ ایسے قسم کا وعظ تھا

باقی شریعت اسلامی میں دیکھو بخاری شریف جلد دوم مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۳۴۷ کتاب التفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما

کرتے ہیں کہ جب پیغمبر علیہ السلام کو حکم خداوندی آیا کہ تم اپنی قوم کو خطاب خداوندی سے درآؤ تو آپ اوسوقت صفا پر

جزہ کے (صغیر) والہ شریف میں دو پہار معروف و مشہور  
ہیں شاید کوئی عیسائی نہ جانتا ہو اس واسطے بتلادیا اور  
بلند آواز سے اپنے منادی کی اور کہا یا صبا حاہ (جب آپ  
کسی کام عظیم ان کے واسطے یا فریادری کے واسطے جا نہیں  
تو یہ کلمہ کہتے ہیں) لوگ سنکر جمع ہو اپنے فریاد کو پہلا  
اگر میں تلو کہوں کہ اس پہار کے پیچھے سے صبح و شام میں  
عنقریب ایک فشا آئیوا لا ہے تو تم میری بات کو یقین  
کر و گے سب بالاتفاق کہا کیوں نہ یقین کریں حالانکہ ہم نے  
آپ کو کہی جو ہر کہتے ہوئے ہمیں سنا آپ نے اس وقت  
فرمایا کہ میں تلو ایک جزہ مولناک عذاب سے دیتا ہوں۔  
اس وقت ابو لہب نے کہا کہ تیرے ماتھے کتین کیا تو نے ہکو اس  
جمع کیا تھا تفصیل اسکی قرآن میں آگئی ہے۔ کہ اسے ایک  
پتھر آپ کے مارنے کو اٹھایا اس وقت سورہ بت یدانازل  
ہوی۔ اس بات سے ثابت ہوا کہ جناب سرور کائنات  
مجمع عام میں وعظ کیا کرتے تھے خواہ بازار ہو یا کوچہ یا اور  
کوئی محفل غرض تبلیغ احکام سے ہے۔ پس یہ لکھنا کہ قدیم  
سے رواج نہیں مان البتہ جس زمانے کو وہ قدیم کہتے  
ہیں بیشک اس زمانے میں بباعث اس لہر کے کہ آزادی  
نہتی تھی کہ بعض مواضع ہند میں آجکل بھی کوئی مسلمان  
پکار کے اذان نہیں کہہ سکتا اور نیز بباعث اس امر کے  
کہ جو شایق تھے وہ خود مجالس وعظ میں چلے جاتے تھے  
اور نیز کچھ چندان اس قسم کے وعظ کی حاجت نہ تھی اور نیز  
باعث عظمت و کم ہمتی و عدم الفرستی علماء اہل اسلام کے  
اس سنت کا رواج موقوف ہو گیا مگر برعکس اس کے آجکل  
یہہ واردات پیش آئی کہ عیسائیوں نے علی الاعلان اپنے

دین کی منادی اور اہل اسلام پر اعتراضات کرنی شروع  
کئے اول تو اہل اسلام دہتے رہے کہ حاکم وقت ہیں مبادا  
اس رہی سہی امن میں بھی کچھ فتور نہ آجائے اور اسی  
عرصہ میں اکثر لوگ جنگو چندان واقفیت اسلام سے نہ  
تھی برگشتہ ہو گئے مگر جب معلوم ہوا کہ سرکار کی طرف سے  
آزادی ہے کہ اپنے مسائل کا اظہار اور معترضین کا جواب  
دین تو ممانعت نہیں تبت تو اہل اسلام نے بھی کمر ہمت  
چست باندھی اور سنت پیغمبری پر عمل کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا  
کہ صدہا عیسائی اور ہندو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے  
مگر عقلاً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہہ آزادی اہل اسلام  
کو بطریق عیسائیوں کے حاصل ہے اگر اہل اسلام اس منادی  
کی ابتدا کرتے تو شاید روکے جاتے بلکہ تعجب نہیں کہ  
بحرم تہرے جاکہ عیسائی واعظ بازاروں میں وعظ  
کریں اور اہل اسلام روکے جائیں یہ مصیحت کے خلاف ہے  
اس واسطے سرکار نے اجازت دے دی اور یہ خیال  
ہکو اس جہت سے پیدا ہوتا ہے کہ جن جن شہروں میں  
عیسائی واعظ بازاروں میں وعظ کرتے ہیں اور شہروں  
میں مسلمان واعظوں کو بھی کوئی پولس کا سپاہی  
منع نہیں کرتا مگر پیر دیکھا جاتا ہے کہ اوہ نہیں شہروں میں  
جب عیسائی واعظ بازاروں میں دوکان کرایہ پر  
یا مول لیتے ہیں یا عین برسر بازار گر جانا لیتے ہیں  
اور وہیں وعظ کرتے ہیں تو اس وقت مسلمان واعظین  
کو بازاروں میں وعظ کرنے سے پولس کے سپاہی مانع  
ہوتے ہیں۔ اب ہم نہیں جانتے کہ یہہ کارروائی پولس  
کی ہے یا سرکاری حکم اسی طور سے ہے ہکو حکام تک نہ

رسائی نہیں کہ خود جا کر دریافت کریں اور اگر پولس کی  
ممانعت سے ہم باز نہ آویں تو ہم اول تو بزعم عیسائیوں  
تو اسے دین پھیلانے والے مشہور ہی ہو رہے ہیں  
پھر ایک سند ہمارے مفدے کی ہو جاتی ہے برخلاف  
عیسائی واعظوں کے کہ اول تو انکو پولس کے سپاہی حاکم  
وقت جانکر کچھ چون و چرا نہیں کرتے بالغرض اگر منع کریں  
بھی تو کوئی نہیں سنتے برابر اپنا کام کئے جاتے ہیں نہ انکو  
قید ہوتی ہے نہ جرمانہ ہوتا ہے نہ دے ہماری طرح عدو  
حکمی کرنے والے گئے جاتے ہیں اسی واسطے وہ ایسے دیر  
ہو گئے کہ حکام سے بھی نہیں درتے دیکھو مجبور میں کس شہر  
صاحب بہادر نے عیسائی واعظ کو اور مسلمان واعظ کو  
منع کیا تھا عیسائی واعظ نے وہیں جا کر وعظ کیا جسکے  
عوض شاہ کچھ قید بھی اوتھائی آخر کو اپیل میں رہا ہو گئے  
اور اجازت بھی ہو گئی گو کہ کس شہر صاحب بہادر کا حکم  
خلاف منشا سے قانون تھا مگر تاہم جتنا اسکا خلاف  
ہونا ثابت ہوتا تھا تب تک تو بند رہنا تھا مگر جب یہ  
قوم کفارہ کے سبب آزاد ہو چکی ہے تب سے کب کی سیکی  
بندش میں آتی ہے۔ خیر طوالت مانع ہے اور نیز یہ کہ  
شاید کوئی میری کہنے یا نہ سنے۔

قولہ کل ایک اہل اسلام رام باغ کے دروازے کے  
باہر بری بلند آواز سے پکارتے تھے کہ کافروں کے ساتھ  
میل جول نہ رکھنا چاہئے۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ  
اون لوگوں کے جو مسیحی ہیں ایک شہر میں ہزار ماہدو  
اور سکھ ہیں جو محمد صاحب پر ایمان نہیں رکھتے تو اس  
واعظ کو ایسا وعظ کرنا مناسب ہے کہ ہندو اور اہل اسلام

میں جو پشتون سے میل جول ہی نہ رہی انہوں نے ایسے غلط  
کرنے والے پر کہ ملک کے امن کا ذرا خیال نہیں کرتا اور ایک  
بلوے کا جہنڈا کھڑا کر دانا چاہتا ہے۔

ما قول اگر میل جول کرنے کے یہ معنی ہیں کہ معاملات  
دنیوی میں ادا کر لیں دین مت رکھو نہ ادا کر کے ماہرہ  
کوئی چیز بچو اور نہ ان سے خرید و نہ ادا سے قرض  
لو نہ دو نہ تم انکی صورت دیکھو نہ دے تمہاری صورت  
دیکھیں تم ان سے جتنی سہارا کرو تم سے ہٹ کر رہیں۔  
تم ادا کر کے ادا کر دین کو گالیاں دو دے تمہارے پیرو  
کو گالیاں دین تم انکا مال چور دیا کرو دے تمہارا مال  
چھینا کریں تو یہ باتیں بالتفصیل شریعت اسلامی میں  
منوع ہیں۔ کیونکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام ہمیشہ یہودیوں  
سے قرض لیا کرتے تھے اور بیع و شرا معاملات دینا برابر  
کفار کے ساتھ رکھتے تھے چنانچہ آپ کے انتقال کے وقت  
آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو تھی اور خیر میں  
آپ نے یہودیوں کو بایا۔ اگر میل جول کرنے کے یہ  
معنی ہیں کہ تم ادا کر کے رشتہ اور لگائی نہ کرو اپنی لڑکی  
اور لکھو نہ دو نہ انکی لڑکی اپنے بیواہ شادیوں میں ادا نہ کرو  
نہ کرو نہ انکی میلون اور ہولیوں اور جہان کے رسوم میں  
شریک ہو نہ مرگ اور غمی اور سوگ میں ان کے رسوم  
ادا کرو۔ فقط + خیر خواہ اسلام۔ باقی آئندہ  
فرست۔ یہ صفت لوازم حکمت سے ہے اس کلی  
کے دو فردین ہیں۔ اول فرست شریعت یعنی تزکیہ نفس  
وصفا باطن یہ شریعت کیفیت انبیاء عظام اور اولیاء کرام  
علیہم السلام میں قدرت نے رکھ دی ہے بلکہ گراں دور

نامت بستوند + برہمہ حالات تو واقف شوند -  
 دوسری فراست جکیسے کے دلائل حکماء تجربوں سے لکھے ہیں اور  
 اسکا علم قیاد نام ہے ۵ فراست دیدہ دل برکشاید -  
 ہر انحالیکہ باشد و انما ید + ایک کوتاہ قد مستغیث سے  
 نو شیروان لے لہا کہ پستہ قد مظلوم ہنہیں ہو سکتا اسنے کس حاضر  
 جوابی سے عرض کیا کہ حضور جسے مجھ پر ظلم کیا ہے وہ مجھ سے بھی  
 زیادہ پستہ قد ہے پادشاہ کو تبسم ہوا انلاطون ایک مصور اپنے  
 دروازہ پر تجھ یا تھا جو شخص اسکی ملاقات کو آتا پہلے اسکی  
 تصویر کھینچو اگر دیکھ لیتا تھا اگر قابل مٹنے کے سمجھتا تو ملاقات کرنے  
 ہرگز نہ ملتا تھا - واقعی نااہل سے ملنا گویا اپنی عزیز اوقات  
 بٹا کر ناہے بعض دلائل حکماء نے سلف بصیرت کے واسطے  
 ہدیہ ناظرین کے جاتے ہیں دلائل سحر بہ چشم بخت  
 یا سبز یا نیلگون ہونا انکھ کا علامت بیعتی اور بیجائی اور  
 خیانت و نسق کی اگر وہ شخص تر مغل بھی ہو اور پیشانی چوڑی  
 اور کربال کثرت رکھتا ہو تو مار فنی سے بڑھ کر ہے ۵ چشم  
 ارزق ہو میگون رنگ درد یا چنچن کربا کسی نیکی نکرود +  
 موی سر سخت اور میگون بہلدوری اور صحت دماغ کی علامت  
 ۵ - موی نرم بدولی اور برو دماغ اور کم ہنسی کی نشانی ہے  
 شانے اور کان پر بالوں کی کثرت نشان جرات و حق  
 اور سینہ و شکم پر کثرت ظلم اور وحشت اور کند ذہن ہو نیکی علامت  
 ند وبال والا احق اور زرد چشم موت یا سیاہ با ہونا عقل و  
 اور بال و دستار کی علامت ہے اگر سرخی اور سیاہی متوسط  
 ہے تو سب صفتیں معتدل ہونگی پیشانی خشک و چوڑی پیشانی  
 دشمنی اور حق اور تعلی و شوق کی نشانی - تنگ پیشانی کیسی  
 کی نشانی متوسط پیشانی جسپر شکلیں ہوں حد بخت و فہم و علم

اور ہوشیاری اور تدبیر کی علامت ہی گوش بڑے بڑے  
 کان قوت حفظ اور جہالت کا نشان چھو چھوٹے کان احمق  
 اور چوڑی کی پچا - معتدل ہونا علامت اعتدال ہے اور وحشی  
 بہو وین کثرت سے باہون سخت کلام ہوگا اور برو کشیدہ تپلی  
 اور غور کی نشانی ابرو سیاہ اور متوسط فہم و دیا کی علامت ہے  
 چشم نیلی اور بڑی آنکھ بد نظری اور حسد و چوری اور بھائی  
 اور کالی کی نشانی جسکی آنکھ دیرین حرکت کرتی ہو کند ذہن  
 اور نادان ہوگا جلد حرکت کرنا جلد و کرو چوری سے خالی ہنہیں  
 آنکھ کی سرخی بہادری کی نشانی ہے جسکی تپلی کے گرد زرد و زرد  
 نقطے ہوں فغان اور شریر ہوگا بیسی تپلی ناک والا چرٹ با  
 اور نرم ہوگا - تیزی ناک والا بہادر چوڑی ناک والا چوڑی  
 دوسندار نہتوں کا چوڑا ہونا نشان غضب ہے - موتی اور  
 چوڑی ناک والا بڑا باتون اور جھوٹا ہونا بیسی متوسط  
 فہم و عقل و دین و لب فراخ دہن ہونا آصواب اور شجاعت  
 کی نشانی - موٹے ہونے حماقت کی علامت وندان کچھ اور  
 ناہموار ہونا دانو تنکا مکرو خیانت کی علامت ہے - کشادہ  
 ہموار ہونا عدالت اور امانت و تدبیر کی نشانی رخسار پر  
 گوشت اور بچھوٹے ہوئے گال جہالت اور بد خوئی مائل غیر  
 آزار - رخسار زرد و دراز جث باطن کا اظہار -  
 آواز بلند آواز والا دلیر ہوتا ہے - نیکی کے سرو میں بونے  
 والا احمق اور کم فہم اور مغرور تپلی آواز بد گمانی کی نشانی  
 متوسط آواز حسن کنایت اور تدبیر کی علامت کلام  
 کلام کرنا خوبی کی نشانی ہے اور باتیں کرنے میں ہاتھ  
 کو حرکت دینا زیرکی و تدبیر کی علامت ہے گردن کوتاہ گردن  
 جث اور تپنی سنی گردن والا بد دل اور احمق اور موتی

کرت والا جانی ہو گیا - متوسط دامن حدق و عدل کی نشانی ہے - باقی آئندہ +